محترم حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)

اسلام کیا ہے؟

اسلام کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے کہ جس کو آج ہر شخص جاننا چاہتا ہے۔ اپنا بھی اور بیگانہ بھی مسلم بھی اور کافر بھی۔ اسلام کو ماننے والا بھی اور نہ ماننے والا بھی۔ کیونکہ جو اسلام کو ماننے والا ہے۔ اس کو بھی پتہ نہیں کہ اسلام اصل میں ہے کیا۔ وہ ایک رواجی اسلام کو اپنے دل کی گہرائیوں میں چھپائے پھر رہا ہے۔ اور کچھ اسلام کے ماننے والے مغربی تہذیب اور اس کے تمدن سے اتنا متاثر ہیں کہ ان کے ہاں ہر وہ چیز اسلام ہے جس کو اہل مغرب اسلام کہہ دیں اور ہر وہ شے غیر اسلام جس کو وہ اسلام نہیں مانتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک نہایت سیدھا سادہ دین ہے اور اس کی خصوصیت اس کی سادگی ہی ہے۔ یہ عرب کے جاہل سے جاہل آدمی کی سمجھ میں آتا تھا اور دنیا کے عالم ترین آدمی کا ذہن بھی اس کے حقائق کو قبول کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم نے حق تعالیٰ کی جان پہچان کے لئے کوئی سائنٹیفک اور فلسفیانہ قسم کی مثالیں نہیں دیں بلکہ نہایت سادہ قسم کی مثالوں سے اپنی پہچان کروائی۔ زمین و آسمان کی تخلیق، جہازوں کا سمندر کے سینہ پر چلنا، ہواؤں کا چلنا، دن اور رات کا اختلاف جس کا ہر شخص ہر روز اور ہر لحہ مشاہدہ کرتا، ان اشیاء کی مثالیں دے کر انھیں راہ ہدایت اور اسلام کی پہچان کروائی۔

اسلام کی اسی سادگی نے لوگوں کو متاثر کیا اور وہ ایک قلیل ترین عرصہ میں جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ۲۳ برس کے قلیل عرصہ میں وہ انقلاب برپا کیا کہ سیدنا عمرؓ جو زمانہ جاہلیت میں اپنے اونٹوں کا حساب نہیں رکھ سکتے تھے، اپنی خلافت کے زمانہ میں دنیا کو جہانبانی کے وہ اصول مہیا کر گئے کہ دنیا آج اتنی ترقی کرنے کے باوجود، بقول مشہور مستشرق کارلائل کے، ان اصولوں سے ایک قدم آگے نہیں بڑھی، چنانچہ جارج سیل نے اپنے ترجمہ قرآن کے پانچویں ایڈیشن کے دیباچہ میں سر ایڈورڈ ڈینی سن راز نے EDENISON ROSS اسلام کی فطری سادگی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

The central doctrine preached Mohammad to his contemporaries in Arabia,who worshipped the stars; to the Persians;who worshipped Ormuz and Ahirman; the Indians who worshipped idols;and Truks who had no particular worship,was the unity of God,and the simplicity of his creed was probably a more potent factor in the spread of Islam than the sword of Ghazis.___ It is an amazing circumstances that the Turks through irresistable in the onslaught of their arms where

all conquered in their turn by the faith of Islam,and founded Mohammaden dynasties.The Mongols of the thirteenth century did their best to wipe out all traces of Islam when they sacked Baghdad, but though the Caliphate was regulated to obscurity in Egypt,the newly founded empires quickly become Mohammaden states.

''محمد ﷺ کی تعلیمات کا بنیادی اصول توحید تھا۔ اسی کی تبلیغ اپنے عرب معاصرین کے سامنے کی جو ستاروں کو پوجتے تھے، اسی کی تبلیغ ایرانیوں کے سامنے کی جو یزداں و اہرمن کو مانتے تھے۔ اسی کی تبلیغ ہندوستانیوں کے سامنے کی جو بتوں کو پوجتے تھے۔ اسی کی تبلیغ ترکوں کے سامنے کی جو کسی خاص چیز کے پرستار نہ تھے۔ عقیدۂ توحید کی سادگی اسلام کی توسیع و اشاعت میں غالباً غازیوں کی تلوار سے بڑا عامل تھا۔ یہ ایک تعجب خیز واقعہ ہے کہ ترک جن کی فوجی یلغار ناقابل مزاحمت بن گئی تھی۔ ان سب کو اسلام کے عقیدہ نے فتح کر لیا۔ اور انہوں نے مسلم حکومتیں قائم کیں۔ تیرھویں صدی کے منگولوں نے جب بغداد کو تاراج کیا تو انہوں نے اسلام کے آثار کو مٹا ڈالنے کے لئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتے تھے۔ اس وقت خلیفہ اسلام کو اگرچہ مصر کی تاریکی میں دھکیل دیا گیا تھا، لیکن منگولوں کی بنائی ہوئی حکومتیں بہت جلد مسلم ریاستوں میں تبدیل ہو گئیں۔''

انگریز مستشرق کا یہ کہنا، بالکل درست اور صحیح ہے کہ اسلام کی ترقی کا راز اس کی سادگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے یہی سادہ دین اپنے اپنے دور کے لوگوں کو دیا تھا، لیکن بعد میں ان کی قوموں نے خود ساختہ اضافوں کے ذریعہ ان کو پیچیدہ بنا دیا۔ کہیں مذہب عقیدہ اقانیم (عیسائی عقیدۂ تثلیث) کی طرح ایک ناقابل فہم فلسفہ بن گیا۔ کہیں عبادت نے بوجھل رسوم کی صورت اختیار کر لی۔ کہیں روحانیت کے نام پر پُر مشقت عملیات ایجاد کر لی گئیں۔ کہیں نجات کے لئے تجرّد کی زندگی کو ضروری قرار دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسلام کا خلاصہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مختصر حدیث میں یوں بیان فرمایا۔

بنی الاسلام علی خمس ،شهادة ان لا اله الاالله، وان محمداً عبده ورسوله، و اقام الصلوة، وایتاء الزکوٰة، وحج البیت وصوم رمضان (بخاری و مسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اسکے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکواۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۔ یہ پانچ اشیاء جو اسلام کی بنیاد اور اس کے ستون ہیں جن پر اسلام کی ساری عمارت کھڑی ہے، اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو ان سب کا مقصد ایک طرف یہ ہے کہ آدمی اپنے رب کو پہچان کر اس سے جڑ جائے۔ اور

دوسری طرف یہ کہ وہ اس حقیقت کا عملی اعتراف کرے کہ اس کے وجود اور اس کے اثاثہ پر اس کے خدا کا حق ہے۔اور اسی کے ساتھ خدا کے ان بندوں کا بھی جن کے درمیان وہ زندگی گذار رہا ہے۔

اسلام نے اعمال و رسوم کی کوئی طویل فہرست انسان کو نہیں دی۔ اس نے بتایا کہ بھلائی اور برائی، اور خیر اور شر کوئی دور کی چیزیں نہیں ہیں بلکہ وہ انسانیت کی جانی بوجھی چیزیں ہیں۔ اسی لئے قرآن میں ان کا نام معروف اور منکر رکھا گیا۔اور مزید بتایا کہ تم اپنے دل سے فتویٰ پوچھ کر جان سکتے ہو کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ کون سی شے بری ہے اور کون سی اچھی۔ چنانچہ ختمی مرتبت علیہ افضل الصلوات والتحیات نے ارشاد فرمایا

جس پر دل مطمئن ہو وہ خیر ہے اور جو دل میں کھٹکے وہ شر ہے۔(ابن حبان)

حسان بن ابی سنان بہت بڑے بزرگ اور علماء میں سے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پرہیز گاری جس کے حصول کے لئے آج کس قدر وظیفے اور عملیات اور مراقبے ایجاد کئے گئے ہیں۔ اس کے حصول کا کتنا آسان طریقہ بتایا

ماشی اھون من الورا ع، اذا رابک شئی مذعہ

پرہیز گاری بے حد آسان ہے۔ جب کسی شی میں شبہ ہو تو اس کو چھوڑ دو۔

انسان تمدنی فطرت کا حامل ہے۔ وہ اس دنیا میں اکیلا زندگی نہیں گذار سکتا۔ اس کو زندگی گذارنے کے لئے ایک معاشرہ چاہیئے۔ ساتھی چاہیئے جن کے درمیان رہ کر وہ اپنی زندگی گزار سکے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ کیسے رہے؟ ان سے کیسا سلوک کرے؟ اسلام نے یہاں بھی رہ نمائی فرمائی اور دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے کا نہایت آسان اصول یہ بتایا کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

انسان جہاں انسیت سے مشتق ہے بعض حضرات کے نزدیک اس کا مادہ نسیان بھی ہے یعنی بھول جانا۔ یہ خواہ کتنا ہی درست زندگی گذارنے کی کوشش کرے، خطاء و نسیان اس کی سرشت میں ہے۔ ایسے واقع پر انسان کو کیا کرنا چاہیئے۔ اس بارہ میں انسانی ذہنوں نے زبردست ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کئی مذاہب نے خطاء اور غلطی کی سزاء میں مختلف قسم کی تکالیف میں انسان کو مبتلا کیا، لیکن اسلام میں اس کی بالکل سادہ [illegible]رت یہ بتائی گئی کہ اگر خدا کے معاملہ میں کوئی غلطی ہو جائے تو یاد آتے ہی فوراً توبہ کر لو یعنی غلطی کی روش [illegible]ک کر کے اپنے کو صحیح راستہ پر ڈال دو، اور اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ تمہاری غلطی کو معاف کر دے اور تمہیں [illegible]ر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر غلطی کا تعلق خدا کے بجائے انسان سے ہو تو اللہ تعالی سے مغفرت چاہنے کے ساتھ ساتھ خود متعلقہ انسان

سے مل کر اس کی تلافی کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کسی کا مال چھین لیا ہو یا غصب کیا ہو، یا رشوت یا کسی اور ناجائز طریقہ سے اسے حاصل کیا ہو تو اس کا مال اسے واپس کرے۔ اگر کسی کو زبان سے برا بھلا کہا ہو اس کی غیبت کی ہو یا اس پر کسی قسم کا بہتان لگایا ہو تو اس سے معافی مانگے۔ غرضیکہ جس قسم کی غلطی ہے اسی کے مطابق اس کی تلافی کرے۔

بعض گناہوں کے بارے میں یہ تعلیم دی کہ جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لو۔ ایسا کر کے آدمی گویا اپنے گناہوں کو دھوتا ہے۔ اور اپنے غلط عمل کے اثرات کی تلافی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں بھی ارشاد فرمایا۔

ان الحسنات یذھبن السیات۔ (القرآن)

نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

اس کی تشریح حدیث نبوی میں یوں بیان فرمائی گئی۔

اتق اللہ حثیما کنت واتبع السئیتہ الحسنتہ تمحھا خالق الناس بخلق حسن (ترمذی)

ترجمہ:۔ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر کبھی برائی کا صدور اور ارتکاب ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، وہ برائی کو مٹا دے گی۔ لوگوں کے ساتھ اخلاق کے ساتھ رہو۔

یہ تو اصولی تعلیمات تھیں۔ اصولی تعلیمات کی طرح عملی نظام بھی اسلام کا نہایت سیدھا، مختصر اور سادہ ہے اس میں کوئی گنجلک اور پیچیدگی نہیں۔ اس میں رسم و رواج کی کوئی پابندی نہیں۔ ہر معاملہ کو فطری حدود کے تحت سرانجام دینے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ ایک تبہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین کون سا ہے آپ نے مختصر الفاظ میں اس کا یہ جواب ارشاد فرمایا!

الحنیفیتہ السمحتہ

وہ جو سیدھا اور نرم ہو۔

یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ سیدھا بھی ہے اور نرم بھی۔ اسلامی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ چند سیدھے سادے آداب کا اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو ذہن و قلب میں تازہ کر لیا جائے۔ پیدائش کے وقت نومولود کے کان میں اذان و اقامت کے الفاظ کہہ دیئے جائیں تا کہ اس کے قلب میں توحید خداوندی اور نبوت محمدی کی آواز پہنچ جائے۔ موت کے وقت سادہ بات یہ بنائی کہ مردہ کو معمولی کپڑے کے کفن میں لپیٹ کر دعائیہ نماز پڑھی جائے اور پھر قبر کے اندر رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی جائے۔ نکاح کا

شرعی طریقہ یہ بتایا کہ اپنی استعداد کے مطابق ایک مختصر سی رقم بطور مہر مقرر کر کے طرفین ایجاب و قبول کر لیں۔ اور ایجاب و قبول میں کم از کم دو گواہوں کی موجودگی کو ضروری قرار دیا تاکہ لوگوں کو ان کے نکاح کا پتہ چل جائے اور نکاح کے نتیجہ میں ہونے والی اولاد کے حسب و نسب پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ گویا کہ پورے عملی نظام میں اسلام نے کسی معاملہ میں مسلمانوں کو کسی رسمیاتی ڈھانچہ کا پابند نہیں بنایا۔ اسلام میں ساری اہمیت قلبی اخلاص کی ہے رسمیاتی ڈھانچوں کی نہیں۔

اسلامی تعلیمات کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک عام آدمی کے لئے بھی تسکین کا پورا سامان موجود ہے اور ایک انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان کے لئے بھی۔ یہ بات صرف اس وجہ سے ہے کہ اسلام کی تعلیمات انتہائی سادہ اور سیدھی ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ جو سادگی اسلام کی خصوصیات میں سے تھی اور جس نے نہ صرف مسلمانوں کو متاثر کیا بلکہ اس سادگی کی مدح سرائی غیر مسلموں اور اغیار نے بھی کی، آج اسی سادگی کو ہم نے اسلام سے الگ کر کے اس کو ایسا گنجلک اور پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اس کی تعلیمات اب بڑے بڑے صاحب علم لوگوں کی عقل و علم سے بالا ہو گئی ہیں۔ اور لوگوں کے لئے اس پر عمل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

اصل اسلام کو چھوڑ کر ہم نے اپنی عقل و خرد سے ایک اور اسلام تراش لیا ہوا ہے اور اپنی عملی زندگی میں حق تعالیٰ شانہ کو چھوڑ کر اپنے اپنے نظریات کے بت تراش لئے ہوئے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو لات و منات اور عزیٰ اور ہبل کے پتھر اور محسوسات کے بت تھے لیکن اس زمانہ میں عقل و خرد کے تراشے ہوئے نیشنلزم، وطنیت، اور مختلف ازموں کے غیر مرئی اور نظریاتی بت ہیں اور اسلام میں ان کی حیثیت بھی وہی ہے جو ان پتھر کے بتوں کی تھی۔

اب اسلام کے بھی عجیب نسخے لوگوں نے بنا لئے ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے اسلام میں سب کچھ ہے۔ لیکن جہنم کا اندیشہ نہیں۔ اصحاب رسول ﷺ کو جو اسلام ملا تھا۔ اور جو ہمیں آج اپنانا چاہیے اس نے انھیں اس درجہ بے قرار کر دیا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا جہنم کی آگ انھیں کے لئے بھڑکائی گئی ہے۔ اب اسلام کے مجاہدین نے ایسا اسلام دریافت کر لیا ہے۔ جس کے خزانے میں صرف جنت ہی جنت ہے۔ جہنم کا اس میں کہیں گذر نہیں۔

کچھ لوگوں کے لئے ان کی دنیا کی کامیابی ہی اس بات کی یقینی علامت ہے کہ ان کی آخرت بھی ضرور کامیاب ہو گی۔ کچھ لوگوں نے ایسے زندہ یا مردہ بزرگ پا لئے ہیں جن کا دامن تھام لینے کے بعد اب ان کے لئے آخرت کا کوئی خطرہ نہیں۔ کچھ لوگ اتنے خوش قسمت ہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر صبح و شام ان کے لئے جنت کے محلات ریزرو ہو رہے ہیں۔ پھر ان کو آخرت سے ڈرنے کی کیا ضرورت۔ کچھ لوگوں کو اسلام

نے عالی شان منصوبے دے دیئے ہیں اور وہ قائدانہ اعزازات کے زیر سایہ ضرورت کا راستہ طے کر رہے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اور بھی زیادہ آسان راستہ تلاش کر لیا ہے کہ جگمگاتے ہوئے پنڈالوں میں تقریر کے کرتب دکھاؤ اور سیدھے جنت میں پہنچ جاؤ۔

اس قسم کے اسلام کی آخرت میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ آخرت میں کام آنے والا اسلام وہ ہے جو آدمی کی زندگی میں بھونچال بن کر داخل ہو۔ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ زندگی خدا اور آخرت کی یاد میں ڈھل جائے۔ یہاں بندہ اپنے رب سے روحانی سطح پر ملاقات کرتا ہے۔ مگر جب اسلام کے ماننے والوں کو زوال ہوتا ہے تو اس وقت اسلام کی روح غائب ہو جاتی ہے اور صرف اس کے دنیوی پہلو باقی رہ جاتے ہیں اور اسلام اپنی سطح سے اتر کر ماننے والوں کی سطح پر آجاتا ہے۔ نظر نہ آنے والے خدا سے خوف و محبت کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ البتہ نظر آنے والے خداؤں کی تقدیس و تمجید زوروں پر شروع ہو جاتی ہے۔ خدا کے لئے تنہائیوں میں رونا اور خاموشیوں میں اس سے گڑگڑانا باقی نہیں رہتا۔ البتہ لاؤڈ اسپیکروں کے اوپر قرآن و اسلام کے ہنگامے خوب ترقی کرتے ہیں۔ نماز لوگوں کے دلوں کو روشن نہیں کرتی البتہ مسجدوں کی روشنیاں پورے شباب پر پہنچ جاتی ہیں۔ روزہ سے صبر اور پرہیز گاری نکل جاتی ہے۔ البتہ افطار و سحر کی دھوم خوب بڑھ جاتی ہے۔ عید میں شکر و سجدہ کی روح نہیں ہوتی البتہ کپڑے اور میلے کے تماشے خوب رونق پکڑتے ہیں۔ مختصر یہ کہ خدا کے دین کو اپنی دنیا دارانہ زندگی میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ یہ وہ اسلام نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے تھے یا صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں تھا۔ یہ ہمارا اسلام ہے جو ہم نے خود تیار کیا ہوا ہے۔

قمر الحسنین

ہو دولت و صولت بھی اگر میرا مقدر
خفیہ ایجنسی کے بھی دس بیس ہوں چکر
یہ اہل سیاست مرے در سے نہ اٹھیں
اور دین، سیاست ہو، مرا حرفِ مکرر

جب تک نہ ہو گی ختم سیاست کی کشمکش
اس ملک میں نہ ہو گی یہ خوشحالی و بہار
جب تک نہ ہو گا اہل وطن کو شعورِ دیں
تب تک نہ ہو گا ختم ہمارا یہ انتظار